روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون : ۴۴۹
بدھ ۱۰ جمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ ؛ ۲۱ فتح ۱۳۶۷ہش ؛ ۲۱ دسمبر ۱۹۸۸ء
جلد ۳۸/۷۳ نمبر ۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

● سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں لندن سے موصول ہونیوالی اطلاع کے مطابق حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے اور حضور تمام احباب جماعت کو محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کہتے ہیں۔

جملہ احباب کرام پورے التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم و رحیم اپنے فضل و کرم سے ہمارے محبوب آقا ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی سے رکھے، حضور کے تمام منصوبوں کو غیر معمولی معجزانہ کامیابیاں عطا کرے اور ہر لمحہ و ہر آن اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔

(آمین ثم آمین)

مردان کے ایک احمدی کی گرفتاری

مردان کے ایک احمدی دوست مکرم مسعود احمد صاحب مالک محمود سپورٹس سنٹر کو اپنی دکان پر "لبیك اللھم لبیك لا شریك" کا سٹکر فروخت کرنے کے "جرم" میں گرفتار کر لیا گیا۔ مجسٹریٹ نے ضمانت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ۲۵ دن جیل میں رہنے کے بعد سیشن جج نے ضمانت قبول کی۔

واقعات کے مطابق مکرم مسعود احمد صاحب نے اپنی دکان پر حالیہ انتخابات

باقی ص۸ پر

ہمارا خدا جماعت کو ضرور اُسکی منزل تک پہنچائے گا

اس منزل تک پہنچنے کے لیے اپنے نفس کی اصلاح سے آغاز کریں

تقویٰ اور سچائی کے ملنے سے آپکا سفر کامیابی کی بلند چوٹی پر پہنچ جائے گا

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ دسمبر ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

دنیا میں جتنے بھی علوم اور ان کے شعبے ہیں بظاہر آغاز میں آپس میں ان کا کوئی گہرا تعلق دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن جب انسان ان پر غور کرتا ہے تو رفتہ رفتہ وہ علوم ترقی کرتے ہوئے پہاڑوں کی چوٹی کی طرح بلند ہو کر وہ ایک دوسرے سے ملنے لگتے ہیں۔ سائنسی اصطلاح میں یہ آپس کا علمی اتحاد ایک ایسی چیز ہے جسے کوئی ذی شعور نظر انداز نہیں کر سکتا چنانچہ فزکس، کیمسٹری، بیالوجی اور حساب الگ الگ مضامین ہیں لیکن جوں جوں آپ ان علوم میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں آپ یہ محسوس کرتے چلے جاتے ہیں کہ ان کا آپس میں ایک گہرا اور اٹوٹ تعلق ہے آئن سٹائن نے جو وحدت کا تصوّر پیش کیا ہے اور جس پر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے بھی بہت کام کیا وہ بھی دراصل اسی وحدت کے تصور کا ایک اظہار ہے۔ وہاں یہ بحث اٹھائی گئی ہے کہ دنیا میں چار بنیادی طاقتیں ہیں جن سے تمام علوم پیدا ہوتے ہیں اور یہ چار قوتیں سائنسدانوں کے نزدیک دراصل چار نہیں بلکہ ایک ہی قوت کے مختلف مظاہر ہیں تو بالآخر توحیدِ کامل تک انسان پہنچ جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا دینی علوم میں بھی یہی حال ہے۔ دین کا ہر پہلو وحدت کی طرف لے کر جاتا ہے۔ سب سے اہم مطالعہ تقویٰ کا ہونا چاہیئے کیونکہ تقویٰ سارے دین کی جان ہے دینی علم کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو بالآخر آپ کو تقویٰ تک نہ پہنچائے اور تقویٰ آپ کو لازماً وحدت کی طرف لے کے جاتا ہے۔ جوں جوں تقویٰ ترقی کرتا ہے غیر اللہ کے تمام نشان مٹاتا چلا جاتا ہے۔ بالآخر خدائے واحد کے سوا کائنات میں اور کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ اس لحاظ سے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تقویٰ پر اتنا زور دیا ہے کہ گزشتہ تمام علماء اور فقہاء نے مل کر بھی تقویٰ پر اتنا زور نہیں دیا

حضور نے فرمایا ایک تقویٰ وہ ہے جو دینی علوم کے مطالعہ سے پیدا ہوتا ہے اور ایک تقویٰ وہ ہے جو انسانی فطرت میں نقش کر دیا گیا ہے اس کے بغیر آپ اگلا سفر نہیں کر سکتے اسلیئے جبتک دل کا تقویٰ آپ کو معلوم نہ ہو اور جبتک آپ اس دروازے سے اگلی راہ میں داخل ہونے کی کوشش نہ کریں تقویٰ کی تمام راہیں آپ پر بند رہیں گی

قرآن کریم ہر ذی روح کو تقویٰ عطا ہونے کا ذکر فرماتا ہے دراصل انسان کو تقویٰ کے جس مقام تک خدا نے پہنچایا ہے اس کیلئے بہت لمبا تیاری کا سفر

(باقی ص۸ پر)

پیارے آقا کا خط

دعا ہے کہ الفضل ہر پہلو سے ترقی کرے تعداد میں ریکارڈ اضافہ عطا ہو

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے الفضل کے اجراء پر بے حد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے معیار کی بلندی کی دعا کی ہے۔ حضور کے محبت بھرے خط کا مکمل متن پیش ہے:

پیارے مکرم نسیم سیفی صاحب

....

...... الفضل شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ بے حد خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور پہلے سے بہت بڑھ کر ہر پہلو سے ترقی کرے۔ علمی معیار بھی بلند ہو اور تعداد میں بھی ریکارڈ اضافہ عطا ہو۔ مکرم عبدالسلام صاحب مرحوم کی نظم نظر سے گزری ہے۔ ان کے نام کے ساتھ "مرحوم" بھی لکھنا چاہیئے تھا۔ یا مرحوم لکھنے پر بھی وہاں پکڑ ہوتی ہے۔ چشم بد دور سب کارکنان کو میری طرف سے محبت بھرا سلام کہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔

والسلام
خاکسار
(دستخط) مرزا طاہر احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دارالنصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱ فتح ۱۳۶۵ ہش — ۲۱ر دسمبر ۱۹۸۶ء

محمد الیاس منیر

عزیزم مکرم محمد الیاس منیر ہمارے سلسلہ کے ایک نوجوان مربی ہیں۔ ساہیوال کے قتل کے مقدمہ میں ماخوذ ہوئے اور فوجی عدالت نے انہیں سزائے موت سنائی۔ ایک لمبے عرصہ سے وہ قید میں ہیں اور اس قید کا خاصا طویل عرصہ انہوں نے موت کی کال کوٹھڑی میں گزارا ہے۔ اس دوران انہوں نے اپنی تمام تکالیف کے باوجود تعلیم جاری رکھی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷۴۴ نمبر لے کر انٹرمیڈیٹ بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کی ہے۔ محکمہ تعلیم نے جیل میں انہیں یہ خوشخبری سنائی ہے کہ انہیں حکومت نے ٹیلنٹ سکالرشپ دیا ہے۔ ہم اس خوشخبری کی عزیزم مکرم محمد الیاس منیر کو تہہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں اور اُن کے والد محترم مولانا محمد اسماعیل منیر اور ان کے خاندان کے دیگر افراد کو بھی ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ جن حالات میں انہوں نے اپنی تعلیم جاری رکھی وہ انتہائی طور پر غیر معمولی تھے اور انہیں دیکھ کر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وہ پیشگوئی نظروں میں گھوم جاتی ہے کہ میرے فرقہ کے لوگ دوسروں سے تعلیم میں بہت آگے نکلیں گے۔ اس میں کیا شک ہے کہ اس باہمت اور باحوصلہ نوجوان نے اس پیشگوئی کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ سچی کر دکھایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ احمدیہ جماعت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی کی طرح ایسی چیز سے نہیں بنی ہوئی جس کا مقدر شکست ہو بلکہ اس کی تقدیر میں فتح کی شان نمایاں ہے۔ باہمت باحوصلہ محنت کر کے دوسروں سے آگے نکل جانے والے نوجوان اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہیں، ہمارے اس نوجوان مربی نے جس عزم اور حوصلہ اور محنت کا اظہار کیا ہے وہ جماعت کے لئے مثال بن جانی چاہیئے۔ ہمیں ایسے ہی باہمت اور عزم کے پختہ نوجوانوں کی ضرورت ہے جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکیں اور جن کی زندگی موت پر خوف طاری کر دے موت کی کال کوٹھڑی میں تو انسان کا ویسے ہی دم گھٹنے لگتا ہے اور موت اسے اتنا قریب نظر آتی ہے کہ وہ دنیا کی ہر بات سے دل برداشتہ ہو جاتا ہے لیکن اس نوجوان نے نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو دل برداشتہ نہیں ہونے دیا بلکہ اپنے عزم اور اپنے حوصلہ کا اس طرح اظہار کیا ہے کہ دنیا اس کی اس بات کو ہدیۂ تبریک پیش کرنے پر مجبور ہے۔

سونے کو سونا کیوں رکھئے کندن کیجئے گا
اپنی استعداد سے بڑھ کر ملے تو لیجئے گا
لینے کو دامن پھیلا کر، جھولی بھر کر لیں
لیکن دنیا بھر کو اس سے بڑھ کر دیجئے گا

(ابوالاقبال)

اک عزمِ جواں

الیاس منیر کو ہم سب کی تبریک کا ہدیہ پہنچائیں
ہر نیک تمنا کا حاصل پُر زور دعائیں لیجائیں
اللہ کرے وہ جلد آ کر ہم سب کی خوشی کا باعث ہوں
ہوں ان پہ خدا کے احسانوں کی بارش اور ہم اترائیں
جس حوصلہ و ہمت نے انہیں اک عزمِ جواں دے رکھا ہے
لازم ہے کہ سارے لوگ یہاں اس جذبۂ دل کو اپنائیں
جو موت سے ڈر کر جی بھی لے وہ جی کر کس کام آئے گا
جینا تو انہیں کا جینا ہے جو موت سے دل کو بہلائیں
جو دار و گیر کی منزل اپنی آنکھوں میں لہراتے ہیں
وہ اس سے ڈریں تو کیسے ڈریں وہ اس سے بھلا کیوں گھبرائیں
جو خاکِ پا کے ذروں کو مہر و مہ و انجم میں ڈھالیں
وہ چاند ستاروں کی محفل کی بڑھتی رونق بن جائیں
جس جس نے زمانے بھر میں کبھی ناموس وفا پر وار کیا
وہ اپنے زخموں کو چاٹیں وہ اپنی چوٹ کو سہلائیں
حالات پریشاں ہیں تو کیا یہ بھی تو سعادت کے دن ہیں
اللہ کی رحمت برسی ہے آؤ ہم جھولی پھیلائیں
شعلے تو لپکتے رہتے ہیں اُڑتے ہیں شرارے بھی ہر دم
ہر ایک الاؤ میں گر کر ہم گلشن گلشن مہکائیں
اے کاش نسیم زمانے کو یہ بات سمجھ میں آ سکتی
اوروں کو جلانا چاہیں تو خود اپنی آگ میں جل جائیں

(نسیم سیفی)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے اس نوجوان کو باعزت بریت عطا فرمائے اور زندگی میں ہر قدم پر۔ اور زندگی کے ہر موڑ پر نمایاں کامیابیوں سے نوازے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایمان باللہ کے 6 فوائد

از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

خدا پر ایمان کے عظیم الشان فوائد

خدا پر ایمان لانا اپنے اندر بعض ایسے اہم فوائد رکھتا ہے جو بغیر اس پر ایمان لانے کے کسی اور طریق سے پوری طرح حاصل نہیں ہو سکتے۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں جب کوئی چیز اختیار کی جاتی ہے تو اس اصول پر کی جاتی ہے کہ وہ کس حد تک مفید اور نفع بخش ہے اور بنی نوع انسان پر اس چیز کا اختیار کرنا کیا فائدہ مند اثر پیدا کرتا ہے۔ پس اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ خدا پر ایمان لانا نسلِ انسانی کے لئے بہت مبارک اور نفع بخش ہے تو ہر عقلمند اس بات سے اتفاق کرے گا کہ اس صورت میں اور نہیں تو صرف اس فائدہ کی خاطر ہی خدا کے عقیدہ کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ بیشک ان دلائل سے یہ استدلال نہیں ہو سکتا کہ اس دنیا کے اوپر کوئی خدا ہے یا ہونا چاہیئے لیکن ان سے یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ خدا کا عقیدہ نسلِ انسانی کی ترقی اور بہبودی کے لئے نہایت مفید ہے اور چونکہ مفید چیز اختیار کی جانی چاہیئے اس لئے یہ دلائل بھی ہستی باری تعالیٰ کی تائید میں بالواسطہ پیش کئے جا سکتے ہیں۔ ....

چونکہ خدا پر ایمان لانے میں کوئی نقصان نہیں اور انکار کرنا نقصان کے احتمالات رکھتا ہے۔ اس لئے ایمان لانا اقرب بالامن ہے ...... میں یہ دوسری قسم کے احتیاطی دلائل بیان کرنا چاہتا ہوں جو اس اصول پر مبنی ہیں کہ چونکہ خدا کا عقیدہ نسلِ انسانی کے لئے مفید اور نفع بخش ہے اس لئے ایمان لانا بہرحال بہتر اور قابلِ ترجیح ہے لیکن اس جگہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ یہاں اُن عظیم الشان فوائد سے بحث نہیں جو مذہبی یا روحانی طور پر ایمان باللہ اور تعلق باللہ سے انسان کو حاصل ہوتے ہیں مثلاً خدا کے ساتھ ذاتی تعلق کا قیام۔ اس کی تائید و نصرت کا حصول۔ علم و عرفان کی ترقی۔ اُخروی نجات وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ یہاں صرف ان اصولی فوائد کا ذکر ہے جو خدا پر معقولی طور پر ایمان لانے کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کو عام طور پر حاصل ہوتے یا ہو سکتے ہیں اور اس لئے اس جگہ صرف ان مؤخر الذکر فوائد کا ہی ذکر کیا جائے گا۔

ایمان باللہ وحدت اور اخوت کا جذبہ پیدا کرتا ہے

سب سے پہلے جو فائدہ ایمان باللہ کا میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ خدا کا خیال لوگوں کے دلوں میں وحدت و اخوت کے جذبات پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور یہ جذبات نسلِ انسانی کی ترقی اور بہبودی کے لئے نہایت درجہ ضروری اور مفید ہیں۔ دنیا کے امن اور اقوامِ عالم کی خاطر خواہ ترقی و بہبودی کے لئے یہ بات ازبس ضروری بلکہ لابدی ہے کہ مختلف اقوام باہم محبت اور اخوت اور تعاون کے ساتھ رہیں اور ایک دوسرے کے خلاف بیجا تعصب کو اپنے دل میں جگہ نہ پکڑنے دیں بلکہ حتی الوسع دوسروں کے متعلق ہمدردی اور قربانی اور ایثار کا طریق اختیار کریں۔ اور اسی طرح افراد کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے متعلق محبت اور اخوت اور ہمدردی اور تعاون کی روح پیدا کریں کیونکہ بغیر اس رُوح کے جو افراد اور اقوام ہر دو کے واسطے ایک سی ضروری ہے دنیا میں امن کا قیام اور نسلِ انسانی کی خاطر خواہ ترقی و بہبودی محال ہے۔ پس ہر اک بہی خواہِ بنی آدم کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام ایسے ذرائع کے اختیار کرنے کے درپے رہے جن سے کہ باہم وحدت و اخوت کی رُوح پیدا ہوتی اور ترقی کرتی رہے اور بغض اور حسد اور بے جا رقابت اور تعصّب کے خیالات دلوں میں جاگزیں نہ ہونے پائیں اور جیسا کہ مَیں نے اوپر بیان کیا ہے ان ذرائع میں خدا کا عقیدہ سب سے بڑا اور سب سے زیادہ قطعی الاثر ہے۔

واقعی یہ عقیدہ کہ ہم سب لوگ باوجود اپنے کثیر التعداد اور گوناگوں اختلاف کے ایک واحد قادر و متصرّف مدرک بالارادہ خدا کی مخلوق و مملوک ہیں اور ہم سب کا ملجاء و ماویٰ وہی یکتا ہستی ہے جس کے قبضۂ تصرف سے دنیا کی کوئی چیز باہر نہیں۔ جس مضبوطی اور جس پختگی اور جس وضاحت کے ساتھ ہمارے دلوں میں باہم محبت و وحدت و اخوّت کے جذبات پیدا کر دیتا ہے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ بیشک ایک ملک کا باشندہ ہونا یا ایک قوم سے تعلق رکھنا یا ایک نظام حکومت کے ماتحت ہونا وغیر ذالک یہ سب ایسی باتیں ہیں کہ جو کم و بیش وحدت و اخوّت کا موجب ہوتی ہیں لیکن سب سے بڑھ کر یہ ایمان ہے کہ ہم ایک واحد خالق کی پیدا کردہ ہستیاں اور ایک واحد منبعٔ فیوض سے جاری شدہ نہریں ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ہمارا یہ مالک و آقا ایک فوت شدہ باپ کی طرح نہیں جس کے بعد نالائق بیٹے بعض اوقات آپس میں لڑنا جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں بلکہ وہ اب بھی ہمارے سروں پر زندہ سلامت موجود ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ ایمان تمام بنی نوع آدم کو فوراً بھائی بھائی بنا کر ایک صف میں کھڑا کر دیتا ہے اور اس یقین کے پیدا ہوتے ہی دل کی تمام کدورتیں اور کینے اور باہم بغض و عداوت کے خیالات کافور ہونے اور ان کی جگہ محبت و اخوّت اور ایک دوسرے کے لئے ہمدردی اور قربانی کے جذبات پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ خدا پر ایمان لانا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ اپنے آپ کو ایک ماں باپ کی اولاد سمجھنا بلکہ حق یہ ہے کہ خدا کو مان کر پھر بندہ کا تعلق خدا کے ساتھ ایسا گہرا اور ایسا وسیع تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جس کی مثال دنیاوی رشتوں میں پائی جانی ممکن نہیں۔

الغرض خدا پر ایمان لانا باہم محبت و اخوّت کے جذبات پیدا کرنے کیلئے ایک ایسا زبردست ذریعہ ہے جس کے مقابلہ میں باقی تمام ذرائع ہیچ ہیں۔ بیشک جیسا کہ مَیں نے اُوپر بیان کیا ہے ملک اور قوم وغیرہ کے خیالات بھی یہ جذبہ پیدا کرتے ہیں لیکن اوّل تو ان کا اثر ایسا قوی اور گہرا نہیں ہوتا اور دوسرے یہ کہ وہ صرف ایک محدود حلقہ میں یہ اثر پیدا کر سکتے ہیں اور تمام نسلِ انسانی کے اندر مشترکہ طور پر ایسے جذبات پیدا کرنا ان کے لئے ناممکن ہے بلکہ بسا اوقات ان کا اثر فرقہ بندی اور بے جا تعصب اور حسد کی صورت میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے جو بجائے مفید ہونے کے الٹا نقصان دہ ہوتا ہے پس صرف خدا کا عقیدہ ہی ایسا ذریعہ ہے جو نسلِ انسانی کے اندر عالمگیر صورت میں وحدت و اخوّت کے جذبات پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے اور اگر ہم خدا کا خیال لوگوں کے دلوں سے الگ کر لیں تو یہ وحدت و اخوّت کے خیالات فوراً غائب ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور لوگوں کے درمیان صرف ضابطہ اور معاملہ کے خشک تعلقات باقی رہ جاتے ہیں جو کبھی بھی قلوب کے اندر کوئی جذباتی رشتہ پیدا نہیں کر سکتے۔ خوب غور کر لو کہ اگر خدا کوئی نہیں اور ہر انسان خود اپنے آپ سے ہے اور ایک مستقل اور آزاد ہستی رکھتا ہے تو پھر نہ کوئی اخوّت رہ سکتی ہے اور نہ کوئی وحدت بلکہ خود غرضی اور بیجا رقابت اور حسد کا دَور دورہ شروع ہو جاتا ہے جو دنیا کی امن شکنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ وہ بات جو یقینی اور قطعی طور پر تمام نسلِ انسانی کے اندر اخوت کا جذبہ پیدا کر سکتی ہے وہ صرف خدا کا خیال ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں اور یہ قطعاً ناممکن ہے کہ اس عقیدہ کو الگ کر کے پھر بھی دنیا میں یہ جذبہ عالمگیر صورت میں ایک زندہ حقیقت کے طور پر قائم رہ سکے۔

مَیں یہ نہیں کہتا کہ ہر شخص جو خدا پر ایمان لانے کا مدعی ہے باہم اخوّت و وحدت کے جذبات اپنے دل میں رکھتا ہے کیونکہ دنیا میں سینکڑوں ہزاروں لاکھوں چیزیں انسان کی حالت پر اثر ڈالتی رہتی ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض دوسرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بواعث کی وجہ سے ایک خدا پر ایمان لانے والے شخص کا دل بھی ان پاکیزہ جذبات سے خالی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی آدمی کے دل میں خدا کا خیال ایک ایسا کمزور خیال ہو کہ جو اس کے دل ودماغ پر اتنا اثر پیدا نہ کرسکے کہ جو اخوت و وحدت کے جذبات پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اصولی طور پر خدا کا عقیدہ ان جذبات کے پیدا کرنے والے موجبات میں سب سے اہم اور بڑا ہے اور اگر کوئی دوسرے موانع نہ پیش آجائیں تو یقیناً ایک مومن باللہ ایک کافر باللہ کی نسبت نسلِ انسانی کا زیادہ ہمدرد زیادہ خیرخواہ زیادہ محبت کرنے والا ہوتا ہے اور ہر وہ شخص جو دل سے خدا پر ایمان لاتا ہے اس بات کی شہادت دیگا کہ خدا کا خیال اس کے دل میں بڑے زور کے ساتھ اخوت کے جذبات پیدا کرتا رہتا ہے اور نہ صرف پیدا کرتا ہے بلکہ ان جذبات کا اثر اس کے اعمال میں بھی رونما ہوتا ہے اور اگر وہ اپنے نفس کے مطالعہ کا عادی ہو تو اس کا دل پورے یقین کے ساتھ اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اگر نعوذ باللہ خدا کا خیال الگ کر لیا جائے تو پھر کبھی بھی اس کی یہ حالت نہیں رہ سکتی۔ اور انسان تو انسان ہے ادنیٰ قسم کے حیوانات بلکہ نباتات اور جمادات کے ساتھ یہ عقیدہ ایک قسم کی محبت اور موانست اور اپناہٹ کے جذبات پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔

انگریزی میں ایک مثل ہے۔ لَو می لَو مائی ڈاگ "LOVE ME LOVE MY DOG" یعنی اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو میرے کتے سے بھی محبت کرنی ہوگی۔ یعنی جن چیزوں کا میرے ساتھ تعلق ہے ان کو بھی اپنی محبت میں شریک کرنا ہوگا۔ یہ مثل ایک نہایت سچی اور فطرت انسانی کے صحیح مطالعہ پر مبنی ہے اگر ہمیں خدا پر ایمان اور خدا کے ساتھ تعلق ہے تو پھر یہ قطعاً ناممکن ہے کہ ہمارا دل مخلوقات اور خصوصاً انسان کی محبت سے خالی رہ سکے۔ میں اس بات کو قبول کرسکتا ہوں کہ ایک شخص جو خدا پر ایمان لانے کا مدعی ہے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا یا دھوکا خوردہ ہے لیکن یہ بات میں ایک لمحہ کے لئے بھی قبول نہیں کرسکتا (کیونکہ یہ فطرتِ انسانی کے خلاف ہے) کہ جو شخص واقعی خدا پر ایمان لاتا ہے اس کا دل مخلوقات کی محبت و ہمدردی کے خیالات سے خالی رہ سکتا ہے اور تاریخ عالم پر نظر ڈالنے سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو سب سے زیادہ پختگی اور یقین کے ساتھ ایمان باللہ پر قائم ہوتے ہیں وہی وہ لوگ ہیں جو ہمدردی خلق اور محبت بنی نوع انسان کے جذبات میں سب سے اعلیٰ مرتبہ پر تسلیم کئے جاتے ہیں اور جوں جوں لوگ اس ایمان میں کمزور ہوتے جاتے ہیں یہ محبت اور اخوت کے جذبات بھی ان کے اندر کمزور ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ الغرض اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ خدا کا عقیدہ نسلِ انسانی میں وحدت و اخوت کے جذبات پیدا کرنے کا سب سے مضبوط اور یقینی اور سریع الاثر ذریعہ ہے۔ اور چونکہ وحدت و اخوت کے خیالات دنیا میں قیام امن اور اقوام عالم کی خاطر خواہ ترقی و بہبودی کے لئے نہایت ضروری ہیں اس لئے اس جہت سے بھی عقلمند انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس مفید اور بابرکت عقیدہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

خدا کا عقیدہ بدی کے ارتکاب سے روکتا ہے

دوسرا بڑا فائدہ جو خدا پر ایمان لانے کے نتیجہ میں دنیا کو عمومی طور پر حاصل ہوسکتا ہے یہ ہے کہ خدا پر ایمان لانا انسان کو بدی کے ارتکاب سے روکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ گناہ اور جرم سے باز رہنے کا خیال انسان کو امکاناً تین طرح پیدا ہوسکتا ہے۔ اوّل یہ کہ انسان کو یہ خیال ہو کہ اگر میں بدی سے باز رہا تو مجھے اس کے بدلے میں کوئی فائدہ پہنچے گا یا کوئی انعام حاصل ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اگر میں گناہ کا مرتکب ہوا تو مجھے اس کے بدلے میں کوئی تکلیف پہنچے گی یا کوئی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اور تیسرے یہ کہ کسی شخص کا علم وعرفان ہی ایسا ترقی کر جائے کہ وہ بدی سے محض اس وجہ سے اجتناب کرے کہ وہ بدی ہے۔

ان تین روکوں کے علاوہ اور کوئی روک انسان کے لئے گناہ اور جرم سے باز رہنے کی ہرگز نہیں ہے اور ان تینوں میں سے بھی تیسری روک ایسی ہے کہ وہ خاص خاص لوگوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور عامۃ الناس اس قسم کے خیال سے متأثر نہیں ہوتے اور گو اس تیسری روک سے فائدہ اٹھانے میں بھی ایک مومن باللہ ایک غیر مومن پر یقیناً فوقیت رکھتا ہے مگر باقی دو روکیں تو بالبداہت ایسی ہیں کہ خدا کا عقیدہ ان میں بہت بڑا دخل رکھتا ہے کیونکہ جو کوئی بھی خدا پر ایمان لاتا ہے وہ ساتھ ہی اس بات پر بھی یقین رکھتا ہے کہ اگر میں نے بدی کا ارتکاب کیا تو خدا تعالیٰ مجھ پر ناراض ہوگا اور اس ناراضگی کے نتیجہ میں مجھے کوئی تکلیف پہنچے گی یا کوئی سزا بھگتنی پڑے گی اور اگر میں بدی سے کنارہ کش رہا تو خدا مجھ پر خوش ہوگا اور اس کی خوشنودی میرے فائدہ کا موجب ہوگی اور مجھے انعام واکرام کا حقدار بنائے گی۔ پس اس خیال کے ماتحت ہر وہ شخص جو خدا پر ایمان لاتا ہے اور اس کا ایمان محض دکھاوے کا ایمان نہیں وہ یقیناً دوسروں کی نسبت گناہ سے زیادہ بچا ہوا ہوگا اور یہ ناممکن ہے کہ وہ خدا کا عقیدہ رکھتے ہوئے بدی کے ارتکاب کی طرف جرأت کے ساتھ قدم بڑھائے بلکہ جتنا جتنا کوئی شخص اپنے ایمان میں زیادہ پختہ اور زیادہ کامل ہوگا اتنا ہی وہ گناہ اور جرائم سے زیادہ دور اور زیادہ متنفر رہے گا۔

علاوہ ازیں خدا کا عقیدہ اس لحاظ سے بھی انسان کو بدی کے ارتکاب سے روکتا ہے کہ ہر وہ شخص جو خدا پر ایمان لاتا ہے وہ ساتھ ہی خدا کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب بھی یقین کرتا ہے اور اس لئے اگر اس کا ایمان ذرا بھی حقیقت پر مبنی ہے اور محض ورثہ کا ایمان نہیں تو یقیناً یہ خیال کہ میرا خدا مجھے دیکھ رہا ہے اسے بدی کے ارتکاب سے باز رکھے گا۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ہر وقت کوئی پولیس مین نہیں رہ سکتا اور اسی لئے ملک کی سیاست خواہ وہ کتنی ہی اعلیٰ اور اکمل ہو جرائم کے ارتکاب کو روکنے میں کبھی بھی پوری طرح کامیاب نہیں ہوسکتی اور صرف ایمان باللہ ہی وہ چیز ہے جو ہر شخص کے دل میں ہر وقت ایک ہوشیار و چوکس پولیس مین کا کام دے سکتی ہے کیونکہ کوئی شخص خدا پر ایمان لاتے ہوئے بشرطیکہ وہ ایمان کچھ حقیقت بھی اپنے اندر رکھتا ہو گناہ کی طرف دلیری کے ساتھ ہاتھ نہیں بڑھا سکتا اور اگر کبھی کسی غفلت کی حالت میں ایسا شخص گناہ کا مرتکب بھی ہوگا تو فوراً اس کا ایمان اسے نادم کرکے آئندہ کے لئے ہوشیار کر دے گا۔ الغرض خدا کا عقیدہ ایک قطعی اور یقینی ذریعہ گناہ اور جرائم سے روکنے کا ہے اور کوئی عقلمند انسان اس سے انکار نہیں کرسکتا اور یہ ایک نہایت عظیم الشان فائدہ ہے جو اس عقیدہ سے دنیا کو حاصل ہو سکتا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔

اور اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ خدا پر ایمان لانے والے بھی تو بدی کے مرتکب ہوجاتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک خدا کا عقیدہ رکھنے والے لوگوں میں سے بھی بعض لوگ بعض اوقات بدی کے مرتکب ہو جاتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ لوگ وہی ہوتے ہیں جو اپنے ایمان میں کمزور اور سست ہوتے ہیں یا جن کا ایمان صرف نام کا ایمان ہوتا ہے جو انہوں نے اپنے ماں باپ سے ورثہ میں پایا ہوتا ہے اور اس کے اندر زندگی کی روح نہیں ہوتی ورنہ حقیقی طور پر ایمان لانے والے لوگ یقیناً گناہوں سے بہت بچے ہوئے ہوتے ہیں اور اگر کبھی وہ ٹھوکر کھاتے بھی ہیں تو یہ ٹھوکر محض عارضی ہوتی ہے جس کے بعد وہ فوراً سنبھل کر ہوشیار ہو جاتے ہیں اور یہ اس بات کا ایک مزید ثبوت ہے کہ ایمان باللہ گناہ سے روکتا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ پختہ ایمان والے سست ایمان والوں کی نسبت بدی سے زیادہ بچے ہوئے ہوں بلکہ اگر دوسرے حالات برابر ہوں تو جتنا بھی کوئی شخص اپنے ایمان وعرفان میں ترقی یافتہ ہوگا اتنا ہی وہ زیادہ گناہ سے پاک نظر آئے گا۔ الغرض یہ ایک بیّن حقیقت ہے جس سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور جس کی صداقت پر ہر زمانہ میں مہر تصدیق لگتی چلی آئی ہے کہ خدا پر ایمان لانا بشرطیکہ اس ایمان میں کچھ بھی حقیقت ہو دنیا میں بدی کے سدّباب کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے

خدا کا عقیدہ نیکی کیطرف رغبت پیدا کرتا ہے

تیسرا بڑا فائدہ جو ایمان باللہ سے دنیا کو حاصل ہوسکتا ہے یہ ہے کہ خدا کا عقیدہ نیکی کی طرف رغبت پیدا کرتا ہے اور اس بات کو اسی قسم کے دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے جو مندرجہ بالا بیان میں مختصراً مذکور ہوئے ہیں اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی عقلمند اس سے انکار کر سکے۔ لیکن اختصار کے خیال سے میں اس جگہ اس بحث کو صرف اسی قدر اشارہ پر اکتفاء کرتے ہوئے چھوڑتا ہوں۔

(جاری ہے)

گمشدہ کانٹا

راستہ میں چلتے ہوئے گولبازار ربوہ سے ایک عدد سونے کا کانٹا ملا ہے جس کسی کا ہو وہ اہلیہ مرزا عبدالمجید ولد تاج دین محلہ دارالنصر وسطی ربوہ مکان نمبر ۱۱/۱۷ سے آکر وصول کرلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑی ہمت اور جدوجہد سے

نمازی پیدا کرنے کی کوشش کریں

قدرت ثانیہ کے مظہر رابع حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ جمعہ ۱۹ نومبر ۱۹۸۲ء کا اقتباس

حضور فرماتے ہیں :-

"جماعت احمدیہ کو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی چاہیئے اور یہ حفاظت دو طرح سے کرنی ہوگی - ایک اس کے ظاہر کی حفاظت کرنی پڑے گی اور دوسرے اس کی روح کی حفاظت کرنی پڑے گی جس کے بغیر نماز باطل ہو جایا کرتی ہے - ان دونوں پہلوؤں سے، میں سمجھتا ہوں توجہ دلانے کی بہت گنجائش موجود ہے - میں یہ دیکھتا ہوں کہ ربوہ میں نماز کا وہ معیار نہیں رہا جو قادیان میں ہوا کرتا تھا اور گھروں میں وہ تلقین نہیں رہی جس کے نتیجے میں کثرت کے ساتھ نمازی پیدا ہوتے ہیں - چنانچہ قرآن کریم کی وہ آیات جو میں نے شروع میں تلاوت کی تھیں ان میں نماز کو قائم کرنے کا گر بتاتے ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مثال پیش کی گئی ہے - فرماتا ہے ....

کہ اسمٰعیل کی ایک بہت پیاری عادت یہ تھی کہ وہ اپنے اہل کو نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی تعلیم دیا کرتا تھا اور خدا کو بہت پیارا لگتا تھا .... اس کی یہ ادائیں اللہ کو بہت پسند تھیں کہ وہ ہمیشہ باقاعدگی کیساتھ اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دیتا تھا -

اس میں یہ نکتہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نمازوں کا قیام اور ان کا استحکام گھروں سے شروع ہوتا ہے - چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

.... کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) تو بھی اپنے اہل کو نماز کا حکم دیا کر .... لیکن یہ ایسی بات نہیں ہے کہ ایک دو دفعہ کہنے سے اس پر پوری طرح عمل شروع ہو جائے گھروں میں اگلی نسلوں کو نماز کی عادت ڈالنی ہو تو مستقل مزاجی کے ساتھ تلقین کی عادت اختیار کرنی پڑتی ہے - ایک دو دفعہ یا ایک دو دن یا ایک دو ماہ یا چند سالوں کا کام نہیں .... جب تک تو زندہ رہے، جب تک تجھ میں طاقت ہے اس عادت پر صبر سے استقامت اختیار کرلے اس عادت کو کبھی چھوڑنا نہیں ....

میرے سامنے بہت سی مثالیں ہیں کہ جو اپنے بچوں کو نماز کے لئے اپنے ساتھ لے جاتے تھے وہ باقاعدگی کیساتھ ایسا کرتے اور کبھی بھی اس طرف سے غافل نہیں ہوتے - نماز پڑھنے والوں کے بھی اور نماز پڑھانے والوں کے بھی بڑے بڑے پیارے نظارے نظر آیا کرتے تھے - چنانچہ جن ماں باپ نے اس نصیحت پر عمل کیا اور اپنے گھروں میں نمازوں کی تلقین کو دوام کے ساتھ اختیار کیا - یوں لگتا تھا کہ وہ گھر نمازیوں کی فیکٹریاں بن گئے ہیں اور ان کی نسلوں میں آج بھی بکثرت نمازی نظر آتے ہیں جو دوسرے خاندانوں کی نسبت زیادہ نماز پڑھنے والے ہیں .... جنہوں نے اس عادت میں نمایاں امتیاز حاصل کیا ان کی اولاد نسلاً بعد نسل نمایاں بنتی چلی گئی - لیکن بعض دفعہ ایسا ہوا کہ .... بیویاں عمل کے لحاظ سے کمزور تھیں - یا جس جگہ بچوں کی شادیاں ہوئیں وہاں کے بے نمازیوں کے خون ان سے مل گئے اور وہ پانی گدلا ہو گیا ....

سوال یہ ہے کہ خدام الاحمدیہ یا انصار اللہ یا دیگر تنظیمیں ان لوگوں کو کس طرح سنبھالیں ؟ جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ قرآن کریم پہلی ذمہ داری تنظیموں پہ نہیں ڈالتا بلکہ پہلی ذمہ داری گھروں پہ ڈالتا ہے اور یہ ایک بڑا ہی گہرا اور پُر حکمت نکتہ ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر گھر اپنے بچوں کی نماز کی حفاظت نہیں کریں گے تو

(باقی صفحہ ۶ کالم ۴ پر)

آپ کا خط ملا

محترم میاں محمد ابراہیم صاحب

(سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ - سابق مربی سلسلہ امریکہ)

آپ کے اداریہ متعلق بہ تعلیمی انحطاط کے سلسلہ میں معروض ہے کہ اساتذہ طلباء اور کتب میں سے خاکسار کے نزدیک کتب کی ذیل میں آنے والی گائیڈز - امتحانی اور مشقی سوالات اور ان کے حل - تعلیمی تنزل کی اصل وجہ ہیں ٹیکسٹ بکس کو تو آج کل کوئی پوچھتا ہی نہیں - وہ تو صرف آئینی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے سرسری طور پر پڑھائی جاتی ہیں - اصل زور تو متوقع سوالات کی تیاری پر ہوتا ہے میری ساری عمر انگریزی پڑھانے میں گزری ہے - جب میں پرائمری کا طالب علم تھا اور یہ دوسری دہائی کی بات ہے - تو ہمیں انگریزی بولنے اور سمجھنے کی مشق کروائی جاتی تھی - مجھے خوب یاد ہے کہ ہمارے ہیڈ ماسٹر انگریزی اورل (گفتگو) کا امتحان لے رہے تھے - انہوں نے میری انگریزی بولنے کی استعداد سے متاثر ہو کر پاس کھڑے ہوئے ہمارے کلاس انچارج سے پوچھا - کہ کیا یہ لڑکا اپنی کلاس میں سب سے بہتر طالب علم نہیں اس کا میرے استاد نے اثبات میں جواب دیا یہ سوال و جواب انگریزی زبان میں جس انداز اور جن الفاظ میں ادا ہوئے - مجھے آج تک یاد ہیں - ان دنوں ذریعہ تعلیم انگریزی تھا - ہم نے تاریخ جغرافیہ کے مضامین بھی مڈل کلاسز میں انگریزی میں ہی پڑھے اور نویں جماعت میں سائنس بھی اسی زبان میں پڑھی - انگریزی کی گرامر پہ ان دنوں خاص زور دیا جاتا تھا - اور ہمیں آٹھویں جماعت تک TENSE ازبر ہو چلے تھے - سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم نے امتحانی یا مشقی سوالات یا جوابات کی کتابیں کبھی دیکھی ہی نہ تھیں - اس کے برعکس آج کل سارا زور "ماڈل پیپرز" پر ہے - راولپنڈی میں میرے عزیزوں کے گھر میں ایک پرائیویٹ ٹیوٹر انگریزی پڑھانے آیا کرتے تھے - میں نے ایک مرتبہ ان سے کہا کہ میں نے آپ کو TENSE سکھانے یا "ٹیکسٹ بک" پڑھاتے کبھی نہیں دیکھا - فرمانے لگے - "یہ پرانی باتیں ہیں - آج کل ان چیزوں کو کون پوچھتا ہے - مغز ماری کرنے کی کیا ضرورت ہے - صرف چند سوال رٹ لینا ہی امتحان میں کامیابی کا ضامن ہے - اس سے طالب علم کی کامیابی یقینی ہو جاتی ہے" - یہی حال کالجوں کا ہے - وہاں بھی انگریزی - انگریزی کی بجائے پنجابی میں پڑھائی جاتی ہے - تعلیمی معیار کیوں نہ گرے - تحریری کام کرنے کروانے سے گریز کرنا (جس کے میرے زمانہ کے شاگرد اور استاد عادی تھے) اساتذہ کی سہل انگاری اور نا فرض شناسی کا منہ بولتا ثبوت ہے

پروفیسر راجہ نصر اللہ خان صاحب

"تعلیمی معیار" کے زیر موضوع آپ نے یہ سوال بجا طور پر اٹھایا ہے کہ جب ظاہری قرائن کے لحاظ سے اساتذہ بہتر، طلباء بہتر اور کتابیں بہتر ہیں تو پھر تعلیمی معیار کیسے کم ہو گیا - اس کے متعلق عرض ہے کہ اگر عملاً اور نتائج کے اعتبار سے دیکھا جائے تو "معیار" واقعی کم ہوا ہے - تعلیمی میدان کے ایک ادنیٰ خدمت گزار ہونے کے لحاظ سے خاکسار کا نظریہ یہ ہے کہ تعلیم و تدریس ایک معزز اور مقدس فریضہ ہے جس کی کماحقہ انجام دہی کے لئے مشنری سپرٹ کا ہونا ازبس ضروری ہے - اس لئے بعض تعلیمی ماہرین اس بات کے علمبردار ہیں کہ تدریس کا فن اور جذبہ قدرت کی طرف سے ودیعت ہوتا ہے - ہمارے ہاں بدقسمتی یہ ہے کہ اس پیشہ کو عام طور پر اختیاری خدمت کے لئے نہیں بلکہ حالات کی مجبوری کے باعث اپنایا جاتا ہے - پھر گھر پر والدین بھی آجکل بچے کی بہبودی اور نگرانی کی طرف سے زیادہ تر غفلت برتنے لگے ہیں - جب کہ استاد اور والدین دونوں کی بے لوث محنت اور احساس ذمہ داری اس معاملہ میں ازحد ضروری ہے تیسرا عنصر ارد گرد کا ماحول بھی ہے - بقول شاعر

جس دل پر مجھ کو ناز تھا وہ دل نہیں رہا

دنیائے علم و سائنس کے عبقری ڈاکٹر عبد السلام نے ایک انٹرویو میں فرمایا تھا کہ والدین کی توجہ کے ساتھ ساتھ میرے محنتی اور خیر خواہ اساتذہ نے مجھے عظیم کامیابیوں سے ہمکنار ہونے میں اہم حصہ ادا کیا ہے - اور معروف صحافی و کالم نویس م-ش اپنے کالم مطبوعہ روزنامہ مشرق ۱۹/۱ اکتوبر ۱۹۷۶ء (ص ۳) میں تحریر فرماتے ہیں: "اگر عبد السلام صاحب کے والد کی طرح پاکستان میں لوگوں نے اپنی اولاد کی طرف توجہ دی ہوتی تو پاکستان میں آج ایک ایسی نسل وجود میں آچکی ہوتی جو حقیقی معنوں میں اقبال کے شاھین کہلانے کی سزاوار ہوتی -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امراء و مربیان و معلمین صاحبان کی توجہ کیلئے

اعلان

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ایک تعطل کے بعد جماعت احمدیہ کا ترجمان اخبار "الفضل" کا اجراء ہو چکا ہے۔

اس تعطل کو جس شدت سے محسوس کیا گیا اب اسی شدت اور جذبہ سے اس کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ امراء اور مربیان اپنے اپنے حلقہ میں مندرجہ ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں:۔

(۱) اس امر کا تفصیلی جائزہ لیں کہ ان کے ہاں کس قدر الفضل کے خریدار پہلے سے موجود ہیں۔

(۲) مزید کس قدر خریداروں کی گنجائش موجود ہے۔ اور ان کو مؤثر رنگ میں اخبار کی خریداری کی طرف تحریک کریں۔

(۳) کوشش فرمائیں کہ کوئی صاحب حیثیت گھرانہ ایسا نہ ہو جہاں الفضل نہ آ رہا ہو۔

(۴) ایسے صاحب حیثیت اور مخیر احباب جو الفضل ایک سے زائد پرچے جاری کروا سکتے ہوں ان کو تحریک کریں کہ وہ مستحقین کے نام پرچہ جاری کروا کر صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔

(۵) جو سالانہ قیمت ادا نہ کر سکتے ہوں وہ خطبہ نمبر۔ سہ ماہی یا ششماہی چندہ بھی ادا کر کے پرچے لگوائیں۔

(۶) ایسے احباب جن کے عزیز و اقارب بیرون ملک ہیں ان کے نام پرچے جاری کروائیں یا ان کو تحریک کر کے اس کی اشاعت کی طرف توجہ دلائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے (آمین) اور اپنی مساعی سے نظارت ہٰذا کو مطلع فرماتے رہیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

مجالس انصار اللہ کے عہدیداران کی توجہ کیلئے

تحریک جدید کے نئے سال ۵۵ کے لئے ٹارگٹ تعداد وعدہ کنندگان و رقم وعدہ آپ کی خدمت میں بھجوائے جا چکے ہیں۔ اب ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے جوبلی کے سال میں داخل ہونے والے ہیں۔ اس پُر شوکت موقع پر تمام افراد جماعت کو معیاری وعدہ جات کے ساتھ شامل کرنا مقصود ہے اور حسب ذیل دس امور پر عمل پیرا ہو کر تحریک جدید کا یہ ٹارگٹ بفضلہ تعالیٰ سو فی صد پورا کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) ہر جگہ حسب قاعدہ نائب ناظم تحریک جدید / منتظم تحریک جدید / نائب زعیم تحریک جدید کا تقرر کیا جائے۔

(۲) مقامی سیکرٹری تحریک جدید سے وعدہ اور وصولی کے ریکارڈ کی نقل حاصل کر کے رجسٹر پر محفوظ کی جائے۔

(۳) بیرون ملک وسعت پذیر کاموں کی تفصیل سے احباب جماعت کو آگاہ کیا جائے۔ اس غرض کے لئے مقامی جماعت کے انتظام کی اجازت سے تحریک جدید کے اغراض و مقاصد اور کام کے بارے میں خطبہ جمعہ دلانے کا انتظام کیا جائے۔

(۴) ایک ایک فرد جماعت بشمول بچگان اور مستورات کو شامل کیا جائے۔ خواہ وہ کماتے ہوں یا ان کا انحصار اپنے سرپرست پر ہو۔ کم از کم وعدہ ۲۴/- روپے سالانہ ہے۔

(۵) تمام وعدہ جات کو معیاری بنایا جائے۔ کم از کم معیار ایک ماہ کی آمد کا ۲۰ فی صد ہے۔

(۶) مالی وسعت رکھنے والے احباب سے بڑی رقوم کے وعدے حاصل کئے جائیں۔

(۷) ورثاء کے ذریعہ مرحومین کے کھاتوں کو زندہ کروایا جائے۔

(۸) ہر جگہ صدر صاحبہ لجنہ کے ذریعہ مستورات کو شامل کیا جائے اور معیاری وعدہ جات لئے جائیں۔

(۹) سادہ زندگی اختیار کرنے کی ترغیب دلائی جائے ——— اور اپنی بچتوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

(۱۰) تحریک جدید کے مقاصد کی کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں کی جائیں۔

قائد تحریک جدید
مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینیجر)

مطالعہ کتب حضرت اقدس

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے منظوم کلام میں فرمایا۔ کہ

؎ وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

حضرت اقدس بانی سلسلہ کا یہ منظوم کلام ہر ناصر، ہر احمدی کو پابند کرتا ہے کہ نہ صرف وہ خود ان روحانی خزائن سے اپنے دل و دماغ اور روح کو معرفت کے بلند مقام تک پہنچائیں بلکہ اپنے ارد گرد کے ماحول میں اس نور کو پھیلائیں تا کہ وہ بنی نوع انسان کی راہنمائی کا فریضہ ادا کرنے والے بنیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی زندگیوں کو ان روحانی خزائن کی انوار و برکات سے فیض یاب کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

بقیہ۔ نمازی پیدا کریں

بیرونی دنیا لاکھ کوشش کرے وہ اس قسم کے نمازی پیدا نہیں کر سکتی کیونکہ گھر کی تربیت کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ پس میں تمام گھروں کو یہ تلقین کرتا ہوں کہ وہ بڑی ہمت اور جدوجہد کے ساتھ نمازی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ہمارے ماضی میں جو نیک مثالیں ستاروں کی طرح چمک رہی ہیں ان کی پیروی کریں"۔

(الفضل ۲۶ فروری ۱۹۸۳ء صفحہ ۴)

سیکرٹریان ناصرات توجہ فرمائیں

وقف جدید کا مالی سال ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء سے ختم ہو رہا ہے۔ جن شہروں کی ناصرات نے ابھی تک اس میں حصہ نہیں لیا ان سے چندہ لے کر فوری بھجوا دیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ یہ چندہ قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث نے کتنا ضروری قرار دیا تھا ناصرات کی ہر عمر کی بچی کا اس میں شامل ہونا ضروری ہے ناصرات کی سیکرٹریان اس طرف فوری توجہ دیں اور جہاں الگ ناصرات کی سیکرٹری مقرر نہ ہو۔ وہاں صدر ہیں اس طرف توجہ کریں۔

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ)

مجالس موصیان

جہاں تین یا تین سے زائد موصیان ہیں وہاں مجلس موصیان قائم کی جائے۔

مجلس موصیان کا فرض ہو گا کہ وہ مقامی جماعت میں وصایا کی تحریک کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ احباب کو نظام وصیت میں شامل کریں۔

مجلس موصیان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً موصیان کی راہنمائی کرتے رہا کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

نرینہ اولاد سے محروم
بے اولاد، مرض اٹھراء
کی شکار دکھی عورتوں
کیلئے

دواخانہ حکیم نظام جان
چوک جان محمد۔ معصوم شاہ روڈ
ملتان

ہر ماہ کی ۲۵-۲۶-۲۷-۲۸ تاریخ کو حکیم انوار احمد جان مطب فرماتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روحانی ترقی کے ۲ دو ذرائع

از سیدنا حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہ

یہ امر مسلمہ ہے کہ دو چیزیں جو ایک دوسرے کے قریب ہوں وہ ایک دوسرے کی صفات اور اس کے خواص کو اخذ کر لیتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑ لیتا ہے۔ اسی طرح پرانے زمانے میں لوگ کہا کرتے تھے گو ہم نے اس کا تجربہ نہیں کیا کہ شہد اور ایلوہ کو پاس پاس رکھیں تو شہد میں کڑواہٹ کا اثر آجاتا ہے۔ علم الحیوانات سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ پرندے جس قسم کے درختوں میں رہتے ہیں ویسا ہی رنگ ان کے جسم اختیار کر لیتے ہیں۔ پھولوں میں رہنے والی تیتریاں پھولوں کی مناسبت سے ان جیسا رنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ سبز پتوں میں بیٹھنے والے طوطے سبز رنگ کے بن جاتے ہیں۔ اسی طرح جس قسم کے درخت کے پتے ہوں ویسی ہی سبزی یا نیلاہٹ پرندوں کے پروں میں آجاتی ہے۔ دریاؤں میں رہنے والی مچھلیاں دریا کی مناسبت اور ریت کی چمک کی وجہ سے سفید رنگ کی ہوتی ہیں غرض یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جس قسم کے ماحول میں کوئی چیز رہتی ہے اس کے نقش کو قبول کر لیتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم نے اللہ کا نقش قبول کرنا ہے تو تمہارا کام یہ ہے کہ تم نمازیں قائم کرو۔ احادیث میں آتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز خدا اور بندے کے درمیان ملاقات کا ایک ذریعہ ہوتی ہے پس اس کے ذریعہ وہ الوہیت کا رنگ جو نبی کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے تم پر خوب چڑھ جائے گا اور تم بھی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ گے۔

.... پھر اس کے ساتھ ہی ہم تمہیں یہ بھی حکم دیتے ہیں کہ جہاں اکٹھے تم لوگوں کو خدا تعالیٰ کے قرب کے مواقع بہم پہنچاؤ خود بھی نمازیں پڑھو اور دوسروں کو بھی نمازیں پڑھاؤ تاکہ تم پر خدا اور اس کے رسول کا رنگ چڑھے وہاں .... اس امر کو بھی مدنظر رکھو کہ اللہ تعالیٰ اسی کو اپنا بناتا ہے جو اس کی مخلوق سے محبت کرتا ہے۔

مخلوق کی خدمت سے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول

دنیا میں بہترین ذریعہ کسی کی محبت حاصل کرنے کا یہ ہوتا ہے کہ اس کے کسی عزیز سے محبت کی جائے۔ ریلوے سفر میں روزانہ یہ نظارہ نظر آتا ہے۔ پاس بیٹھے ہوئے دوست کے بچہ کو ذرا پچکار دیں یا اسے کھانے کے لئے کوئی چیز دے دیں تو تھوڑی دیر کے بعد ہی اس کا باپ اس محبت سے باتیں کرنے لگ جاتا ہے کہ گویا وہ اس کا بہت پرانا دوست ہے۔ تو فرماتا ہے .... اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اس کا پائیدار ذریعہ یہ ہے کہ بندوں کی خدمت کرو۔ اور انہیں آرام پہنچانے کے لئے حتی المقدور اپنے تمام ذرائع عمل میں لاؤ۔ جب تم ایسا کرو گے تو خدا کہے گا کہ چونکہ یہ میرے پیاروں کی خدمت کرتا ہے اس لئے اسے بھی میرے پیاروں میں داخل کر لیا جائے۔ اس کی تشریح بعض احادیث سے اس طرح معلوم ہوتی ہے (گو انجیل میں بھی اس کا ذکر آتا ہے) کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض لوگوں سے کہے گا کہ دیکھو میں بیمار تھا مگر تم لوگ میری عیادت کے لئے نہ آئے۔ تب بندے کہیں گے۔ اے ہمارے رب! تو کس طرح بیمار ہو سکتا تھا تو تو ہر قسم کے نقائص سے منزہ ہے۔ تیرا کام تو لوگوں کی بیماریوں کو دور کرنا ہے تو خود کس طرح بیمار ہو سکتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب میرے بندوں میں سے بعض لوگ بیمار تھے اور تم ان کی عیادت کے لئے نہ گئے تو گویا میں ہی بیمار تھا مگر تم نے میری عیادت نہ کی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں سے فرمائے گا کہ ایک دن میں سخت بھوکا تھا مگر تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ وہی بندے پھر عرض کریں گے کہ اے خدا تو تو بھوک اور پیاس سے پاک ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ تجھے بھوک لگتی اور تو پیاس سے تکلیف اٹھاتا۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دنیا میں میرے بعض بندے ایسے تھے جو بھوکے اور پیاسے تھے جب تم نے ان میں سے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندے کی بھوک اور پیاس کو دور کرنے کی بھی کوشش نہ کی تو گویا میری بھوک اور میری پیاس کو ہی دور کرنے کی کوشش نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ ان سے کہے گا دیکھو میں ایک دن ننگا تھا مگر تم نے مجھے کپڑا نہ دیا۔ تب بندے کہیں گے اے خدا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ تو ننگا ہو۔ تو تو خود سب لوگوں کو لباس عطا فرماتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے بندوں میں سے بعض لوگ ننگے پھرتے تھے مگر تم نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اگر تم ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندے کا ننگ ڈھانکنے کی طاقت رکھتے تھے مگر تم نے اس کا ننگ نہ ڈھانکا تو گویا میں ہی ننگا تھا مگر تم نے مجھے کپڑا نہ دیا۔ اس حدیث سے ..... واضح ہو جاتا ہے۔ یعنی میرے پیاروں سے پیار کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو میرا رنگ تم پر چڑھ جائے گا۔ اور تم بھی میری صفات اپنے اندر جذب کر سکو گے۔

کوشش کرو کہ تم میں اور تمہارے خدا میں کوئی مغائرت باقی نہ رہے

پھر فرماتا ہے (اور اللہ کو تم مضبوطی سے پکڑ لو) یہ دو گر ہم نے تم کو روحانی ترقی کے بتائے ہیں ان کو اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کو اس طرح چمٹ جاؤ جس طرح بچہ اپنی ماں کو چمٹ جاتا ہے تاکہ خدا تمہارے آگے بھی ہو اور پیچھے بھی ہو۔ تمہارے دائیں بھی ہو اور تمہارے بائیں بھی۔ تاکہ جب کوئی شخص تم پر حملہ کرے تو اس کے حملے کا وار تم پر نہ پڑے بلکہ خدا پر پڑے۔ عصمت کے معنے ہوتے ہیں محفوظ ہو جانا اور اعتصام کے معنے ہوتے ہیں کسی کے ذریعہ سے محفوظ ہو جانا۔ پس ...... کے معنے یہ ہیں کہ تم اپنے آپ کو ہر قسم کے حملوں سے بچاؤ اس طرح کہ تم میں اور تمہارے دشمن میں خدا حائل ہو جائے۔

اور جب وہ تم پر حملہ کرنے لگے تو یہ نہ سمجھا جائے کہ اس نے تم پر حملہ کیا ہے بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے خدا پر حملہ کیا ہے۔

گذشتہ عالم گیر جنگ میں ایک شخص نے غلطی سے لفافہ پر الٹا ٹکٹ لگا دیا تھا۔ اس پر مقدمہ چلا اور مجسٹریٹ نے اسے یہ کہتے ہوئے سزا دی کہ اس نے بادشاہ کی ہتک کی ہے۔ حالانکہ بظاہر اس نے بادشاہ کی ہتک نہیں کی تھی صرف ٹکٹ الٹا لگا دیا تھا۔ تو فرماتا ہے (اور اللہ کو تم مضبوطی سے پکڑ لو) تم خدا تعالیٰ کے اس طرح ہم شکل بن جاؤ کہ جب تم پر کوئی شخص حملہ کرے تو خدا تعالیٰ یہ سمجھے کہ وہ حملہ مجھ پر کیا گیا ہے۔ اور وہ تمہیں بچانے کے لئے خود آگے آ جائے۔

از اسوۂ حسنہ
تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء مورخہ ۱۹ تا ۲۳

ضروری اعلان برائے لجنات

آل پاکستان لجنہ ایتھلیٹکس و ٹورنامنٹ ۱۵، ۱۶ فروری ۱۹۸۹ء بروز بدھ جمعرات منعقد ہونگے۔ یہ جشن صد سالہ تشکر کے سلسلہ کے ٹورنامنٹ ہوں گے۔

مجالس کو اس کے لئے ہدایات اور کھلاڑی لڑکیوں کے لئے کوائف فارم بھجوائے جا رہے ہیں۔ اعلان ہذا کی اشاعت کے ایک ہفتہ تک جس مجلس تک یہ ہدایت اور فارم نہ پہنچے وہ براہِ مہربانی خط لکھ کر مطلوبہ تعداد کے مطابق دفتر لجنہ مرکزیہ سے منگوا لیں۔

کھیلوں کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اور مقابلہ کے لئے معیاری کھلاڑیوں کو بھجوائیں۔

(صدر لجنہ مرکزیہ)

ایک نئے عزم کیساتھ ربوہ میں سب سے پہلا ادارہ
احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ ربوہ
ایک بہت بڑا رہائشی منصوبہ المعروف
نصرت آباد فیز II منظوری کے آخری مرحلے میں
اقساط پر دینے کا اعلان
نیز زرعی و سکنی ربوہ و ماحول ربوہ میں
جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
فون: دفتر ۵۳۵ گھر: ۴۳۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ :- خلاصہ خطبہ جمعہ

تھا جو حیوانی زندگی کے ذریعہ انسان نے اپنی ادنیٰ حالتوں میں اختیار کیا اور پھر جب انسان کے مقام تک زندگی پہنچی تو اس وقت تک یہ تقویٰ نہ صرف گہرے طور پر نقش تھا بلکہ ترقی کرتا رہا ہے جسے دنیاوی اصطلاح میں عقل کہتے ہیں اور عقل اور سچائی کا ایک دوسرے کیساتھ گہرا رابطہ ہے اور یہی مضمون جو انسانی زندگی تک پہنچ کر خوب کھل کر روشن ہو جاتا ہے حیوانی زندگی میں بھی یہ مضمون کارفرما ہے لیکن باشعور طور پر نہیں۔

حضور نے فرمایا جانوروں کی دنیا میں جو تقویٰ ہے وہ اُن کی فطرت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نقش ہو چکا ہے اس کی مثال زندگی کے ہر شعبہ میں ہر طرف بکھری پڑی ہے اُن کے لحاظ سے تقویٰ یہ ہے کہ جو چیز تمہارے لئے بہتر ہے اُسے اختیار کرو اور جو چیز تمہارے لئے بد ہے اس کو چھوڑ دو۔ اُن میں سے ہر ایک کو معلوم ہے کہ میرا تقویٰ کیا ہے۔ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے اس کو اپنی غذا کا علم ہوتا ہے کہ میرے لئے کون سی چیز مفید ہے اور کونسی مفید نہیں حتیٰ کہ وہ کیڑے مکوڑے جن کا کوئی دماغ نہیں اُن سب کو بھی پتہ ہے کہ ہم نے کیا کھانا ہے اور کیا "رد" کرنا ہے۔ پس تقویٰ کا آغاز سچائی سے اور اس بات کے شعور سے ہوتا ہے کہ کونسی چیز اچھی ہے اور کون سی بُری ہے۔ جب یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ عمل کرتی ہیں اور زندگی انسان کی منزل کی طرف حرکت کرتی ہوئی ایک لمبے عرصے میں آخر وہاں پہنچ جاتی ہے جہاں پہنچ کر وہ انسان پیدا ہوتا ہے جس کو پھر خدا اگلے سبق دینے کے لئے الہام کی دوسری شکلیں اس پر نازل فرماتا ہے اور دنیا اور آخرت کے امور کے بارہ میں تقویٰ فجور اسے سمجھائے جاتے ہیں۔ پس انسانی تجربات دراصل حیوانی زندگی کے آغاز سے شروع ہوئے اور اربوں سال پر مشتمل رہے مگر قرآنِ کریم بتاتا ہے کہ اتنے لمبے انتظام کے بعد جب ہم نے براہ راست اُسے الہام کرنا شروع کیا اور اُسے بتایا کہ دیکھو جسے ہم تقویٰ کہتے ہیں اُسی میں تمہاری فلاح ہے تو اس کے باوجود وہ تقویٰ کی طاقتوں کو دباتا ہے اور اس کی مخالف طاقتوں کو ابھارتا ہے۔ سورۃ التین میں قرآن کریم نے اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ ہم نے تو انسان کو بہترین تقویم سے پیدا فرمایا تھا لیکن یہ کیسا ذلیل و رسوا ہو گیا کہ اپنی گراوٹ کے انتہائی مقام تک لوٹ گیا اس لئے تقویٰ کا لفظ کوئی معمولی لفظ نہیں ہے اس کے لئے "فجور" کی اصطلاح سے واقفیت ضروری ہے ورنہ انسان تقویٰ کا مفہوم اور تقویٰ کی سچی روح کو پا نہیں سکتا۔

حضور نے فرمایا مادی زندگی میں طب کے شعبے کو لیں خدا تعالیٰ نے ہمارے شعور کے بغیر ہمارے جسم کے ہر ذرے میں فجور کا الہام کر رکھا ہے اور جسم از خود ان فجور کو رد کرتا چلا جاتا ہے۔ اور تقویٰ کا بھی الہام کر رکھا ہے لیکن اگر فجور کو رد نہیں کر سکتا تو اس کا تقویٰ بالکل بے معنی اور بے حقیقت ہو کر رہ جاتا ہے۔ بالکل یہی نظارہ روحانی بیماریوں کے وقت انسانوں میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ تقویٰ کی باتوں سے ڈرتے ہیں اور متنفر ہو جاتے ہیں ان کی عقلیں ماری جاتی ہیں جو کہ تقویٰ اور فجور کے علم احساس اور شعور کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے اور سچائی کے بغیر کوئی تقویٰ نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس مضمون کو آپ آگے بڑھاتے چلے جائیں تو آپ محسوس کریں گے کہ آپ رفتہ رفتہ توحیدِ خالص کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا میں نے پچھلے خطبے میں بتایا تھا کہ خدا کی طرف دوڑو کہ تمہارے لئے دو ہی رستے ہو سکتے ہیں اگر تو تم پاگل ہو اور گدھے ہو تو اچھی چیزوں سے بھاگو گے اور اس طرح بھاگو گے کہ تمہاری کوئی سمت نہیں ہو گی جس طرح کہ شیر سے بدک کر بھاگنے والے گدھوں کا تمام اتحاد منتشر ہو جاتا ہے اور ان کی ساری توحید پارہ پارہ ہو جاتی ہے ایسا ہی آپ یہاں دیکھیں گے کہ جو لوگ فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر ان لوگوں کی کوئی منزل کوئی راہ متعین نہیں رہتی۔ دوسری طرف فرار کا لفظ استعمال فرمایا لیکن ایک اور منظر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ خوف تمہیں بھی محسوس ہوں گے لیکن تقویٰ کی وجہ سے تم بھاگ کر منتشر نہیں ہو گے بلکہ خدا کی طرف بڑھو گے۔ پس ہر شخص جو کسی بُرائی یا بدی سے بھاگ کر خدا کی طرف جاتا ہے وہ توحید کی طرف جاتا ہے حضور نے فرمایا بہت سے توحید کے ایسے عرفان ہیں جن سے وہ واقف نہیں اور اس کے نتیجہ میں اس کا تعلق غیر اللہ سے قائم رہتا ہے اس لئے ہم نے چونکہ یہ عہد کیا ہے کہ تمام دنیا کو امتِ واحدہ بنانا ہے اس لئے جماعت احمدیہ کو توحید کے مضمون پر بہت گہرے غور اور فکر کی ضرورت ہے تقویٰ کی راہ کے بغیر آپ کو توحید نہیں مل سکتی کیونکہ تقویٰ وہ روشنی ہے جو دین کی راہ دکھاتی ہے تقویٰ وہ اندرونی نور ہے جس کی مشعل کو ہاتھ میں لے کر آپ ساری روحانی مسافتیں طے کرتے ہیں اس لئے اس کو پہلے اپنے دل میں شروع کریں اس بات پہ آپ غور کریں کہ اگر جانور سچے نہ ہوتے اور جانوروں کا رُخ تقویٰ کی بجائے فجور کی طرف ہوتا تو انقلاب کے تمام رستے بند ہو جاتے اس وقت ارتقاء کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا بلکہ لازماً ترقی معکوس شروع ہو جاتی۔

پس دراصل تقویٰ اور سچائی کے ملنے سے آپ کو ترقی کا ہر سفر شروع ہوتا ہوا اور بالآخر اپنے منتہا تک پہنچتا ہوا دکھائی دے گا اربوں سال تک خدا نے زندگی کو تقویٰ سکھایا اور سچائی سکھائی۔ اگر اربوں سال کی اس کمائی کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیں گے اور سچائی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے تو انسان ہوتے ہوئے آپ کس طرح ترقی کر سکیں گے ہم نے دنیا کی تقدیر بدلنی ہے جو اپنی تقدیر نہیں بدل سکتا وہ دنیا کی تقدیر کیسے بدل سکتا ہے اس لئے حقائق کی دنیا میں اتریں خوابوں کی دنیا میں نہ رہیں بہت بڑے بڑے کام جماعت احمدیہ نے کرنے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ اس کے لئے پیدا کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ آپ کو نہیں چھوڑے گا جبتک ان کاموں کا اہل نہیں بنا دیتا ہماری خاطر نہ سہی اپنے انبیاء کے ان پیارے موہنوں کی خاطر جن سے خدا نے یہ وعدے کئے ہیں کہ وہ ضرور جماعت کو اس منزل تک پہنچائے گا۔ لیکن اس منزل تک پہنچنے کے لئے ہم سب کو محنت کرنی پڑے گی اور اس کا آغاز اپنے نفس سے کرنا ہوگا ورنہ یہ سفر آگے نہیں بڑھ سکتا اس لئے اپنے دل کی سچائی کو ڈھونڈیں اور اپنے دل کی سچائی کو ڈھونڈ کر اس سے چمٹ جائیں اور اس فطری تقویٰ سے تعلق قائم کرنے کے لئے اپنے فجور کا علم حاصل کریں گہری نظر سے اپنے نفس کا تجزیہ کریں باہر سے آنے والا کوئی آپکو نہیں بتائے گا کہ آپ کے اندر کیا نقائص ہیں۔ دل میں پلنے والے نقائص سے ہر دوسرا انسان بے خبر ہے خدا تعالیٰ جب یہ فرماتا ہے کہ ہم نے سب کچھ تمہیں بتا دیا ہے تو پھر خدا اور اس کے مقرر کردہ فرشتوں کے بعد ہر انسان کو اپنے فجور کا لازماً پتہ ہے اور اس کے غیر کو اس کا کچھ پتہ نہیں اس لئے وہاں سے کام شروع کریں جو ابھی آپ کے اختیار میں ہے ورنہ آپ کا گناہ آپ کو اس مقام تک پہنچا دے گا جس سے متعلق قرآنِ کریم فرماتا ہے جس کی بُرائیوں نے اس کا گھیرا ڈال لیا ہوا ہے اس کے سوا باقی سب کی بُرائیاں معاف کی جا سکتی ہیں پس اپنا فجور کا شعور پیدا کریں۔ شروع شروع میں آپ دیکھیں گے کہ موٹے موٹے بعض گناہ دماغ میں آ رہے ہیں اس کے بعد باریک در باریک گناہوں کی طرف توجہ پیدا ہونی شروع ہو گی پھر آپ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ جن نیتوں کو آپ اچھا سمجھ رہے تھے اُن میں تو سو رخنے تھے اتنے خوفناک مناظر آپ کو نظر آئیں گے کہ اس کیفیت سے آپ کا دل بیٹھنے لگے گا لیکن حوصلہ نہیں ہارنا کیونکہ قرآن کریم نے آپ کو ہمت دلائی ہے۔ یہ بہت عظیم الشان مضمون ہے اس کے بعد پھر اگلا سفر کیا شروع ہوتا ہے وہ انشاء اللہ میں آئندہ کسی خطبہ میں بیان کروں گا لیکن ہر چھوٹے بڑے کو فجور کے علم کا سفر لازماً اختیار کرنا چاہیئے اور بڑی توجہ سے اختیار کرنا چاہیئے۔ آخر پہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توحید کے اعلیٰ مطالب تک آگاہی بخشے اور اپنے فضل کے ساتھ اُن بلند تر چوٹیوں کو سر کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کی طرف اب ہم اس حالت میں دیکھیں تو اوپر دیکھتے ہوئے پگڑی گرتی ہے

بقیہ : مردان

سے سلسلے میں مختلف پارٹیوں کے بیج سٹکر اور انتخابی نشانات فروخت کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ وہ یہ نشانات راولپنڈی سے خرید کر لائے تھے۔ چار پانچ دن کے بعد ایک تھانیدار صاحب دکان پر آئے اور نام وغیرہ پوچھ کر ساتھ والی دکان تاجک جنرل سٹور پر چلے گئے۔ اس دکان پر بھی مختلف قسم کے انتخابی نشانات جھنڈے اور ٹوپیاں وغیرہ فروخت کی جاتی ہیں۔ تھانیدار صاحب ۵-۶ منٹ وہاں رُک کے پھر واپس محمود سپورٹس پہ آئے اور مختلف بیجوں کو ٹٹولتے رہے۔ پیپلز پارٹی کا ایک سٹکر اتارا تو اس کے نیچے لبیک اللھم لبیک لا شریک لکھا ہوا تھا۔

تھانیدار صاحب مسعود صاحب کو تھانے لے گئے وہاں مجلس ختم نبوت کے تمام اراکین جمع ہو گئے۔ مسعود صاحب نے ان کو بتایا کہ میں یہ بیج راولپنڈی سے خرید کر لایا ہوں اور خریداری کا بل بھی دکھایا۔ تھانیدار نے کہا کہ ایک ہندو اس کو رکھ کر بیچ سکتا ہے تم نہیں۔ چنانچہ پولیس نے انہیں ۲۹ اکتوبر کو گرفتار کر لیا اور جیل بھجوا دیا۔

یہ مقدمہ c-298 کے تحت درج ہوا۔